زکوٰۃ ——— نظریہ اور عمل

محمد عتیق اللہ ۔ جدہ

(۴)

ضمانتی ٹیکس | ضمانتی ٹیکس کی ایک قسم جزیہ ہے جو غیر مسلموں سے متعلق ہے۔ خلیفہ دوم حضرت عمرؓ بن خطاب نے اس کو جاری کیا۔ اس کی حیثیت سماجی ضمانت کی اسی طرح ہے جس طرح زکوٰۃ کی مسلمانوں کے لیے ہے۔ فرق یہ ہے کہ جزیہ کی شرح زکوٰۃ کی شرح سے اونچی ہے۔ اگر زکوٰۃ کی شرح "ط" ہے تو جزیہ کی شرح غیر مسلم باشندے کے لیے ۲ ط ہے اور غیر ملکی زائرین (غیر مسلم) کے لیے ۴ ط ہے (اگر ملک میں قیام ایک سال سے زیادہ ہے اور وہ معیبر روزگار ہے)۔ جزیہ کی اونچی شرح کی وجہ دوہری ذمہ داریاں معلوم ہوتی ہیں، ایک امن کے زمانہ میں اخراجات، دوسرے ہنگامی حالات میں تحفظ کا صرف پورا کرنا۔ جزیہ ہر اس چیز پر لازم ہے جس پر زکوٰۃ عاید کی جا سکتی ہے۔ سماجی فلاح و بہبود کے لحاظ سے غیر مسلم باشندے، غیر ملکی زائرین اور مسلمان مساوی حقوق رکھتے ہیں۔

ضمانتی ٹیکس کی دوسری قسم کسٹم ڈیوٹی ہے۔ اس کا اطلاق درآمدی اور برآمدی مال کے علاوہ ملک میں مالِ تجارت کی نقل و حرکت پر بھی ہے۔ ڈیوٹی کی شرح وہی ہے جو زکوٰۃ کی ہے یعنی مسلمانوں کے لیے زکوٰۃ کے برابر اور غیر مسلموں کے لیے جزیہ کے برابر۔

ٹیکس ریلیف "عفو" | فقہ کا یہ ایک اہم موضوع ہے۔ ٹیکس ریلیف (عفو) کے مسئلہ پر چاروں اماموں کا اتفاق نہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہر قابلِ ٹیکس مال اور جائداد میں ایک حصہ

عفو کا ہے۔ صاحبینؒ[1] کا خیال ہے کہ یہ بات صرف مویشیوں کی زکوٰۃ کے ساتھ مخصوص ہے ––
امام ابو حنیفہؒ کا نظریہ ہے کہ ہر قسم کی زکوٰۃ میں "کسر" کا حصّہ عفو ہے۔ صاحبین کا نظریہ ہے
کہ عام طور پر ایسا نہیں ہے۔ خاص حالات میں ایسا ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک بچت کردہ
رقم ۲۳۹ درہم کی زکوٰۃ، سالانہ شرح ۲½ فیصد کے حساب سے سال کے آخر میں ۵.۹۷۵ ہوتی ہے
کسر کا حصّہ ۰.۹۷۵ ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک صحیح عدد ۵ زکوٰۃ ہے اور کسر یعنی ۰.۹۷۵ عفو ہے
مگر صاحبین کے نزدیک پوری رقم ۵.۹۷۵ زکوٰۃ ہے۔

ان ہر دو طرز فکر کا اثر دُور رس ہو سکتا ہے، خصوصاً سالانہ زکوٰۃ کی طویل مدت پر اس کا اثر
نمایاں ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی مال یا جائیداد کی قیمت "ق" درہم (۲۰۰ سے بہت زیادہ)
جمع ہے۔ اس رقم پر سالانہ زکوٰۃ کی شرح "ط" کے حساب سے متواتر سال ۱، ۲، ۳، ۴......ن
کے آخر پر زکوٰۃ کی صورت ایک لڑی بنتی ہے۔ جیسے پہلے سال کے آخر تک زکوٰۃ ق ط ہوتی ہے اور
مستعمل بچت ق (۱-ط) ہوتی ہے جس پر دوسرے سال کی زکوٰۃ ق ط (۱-ط) ہوتی ہے اور
مستعمل بچت ق (۱-ط)^{۲} بنتی ہے۔ تیسرے سال کے آخر میں زکوٰۃ ق ط (۱-ط)^{۲} نکلتی ہے ––
اسی طرح اور سالوں کی زکوٰۃ نکالی جا سکتی ہے۔ ہم یوں نقشہ بنا سکتے ہیں:۔

ق ط، ق ط (۱-ط)، ق ط (۱-ط)^{۲}، ......ق ط (۱-ط)$^{ن-۱}$

زکوٰۃ کی مجموعی رقم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک منفرد حصّہ کا مجموعہ ہے یعنی:۔

ز = منفرد حصّہ[2] ق ط + منفرد حصّہ ق ط (۱-ط) + منفرد حصّہ ق ط (۱-ط)^{۲} ...... +
منفرد حصّہ ق ط (۱-ط)$^{ن-۱}$

---

[1] فقہ میں اکثر حوالہ "شیخین" اور "صاحبین" کا دیا جاتا ہے۔ شیخین سے مراد دو ہستیاں ہیں: ایک حضرت امام ابو حنیفہؒ (۷۰۰ – ۷۶۷ء) اور دوسرے حضرت امام ابو یوسفؒ (۷۳۲ – ۷۹۸ء)۔ صاحبین کا مطلب دو شخصیتیں ہیں۔ ایک امام ابو یوسفؒ اور دوسرے امام محمدؒ (۷۴۹ – ۸۰۵ء)

[2] مؤلف کی اس اصطلاح سے مراد وہ رقم ہے جو "کسر" نہ ہو۔

صاحبین کے نزدیک زکوٰۃ کا پورا سلسلہ اس طرح ہوگا :-

ز (ن) = ق ط + ق ط (۱ - ط) + ق ط (۱ - ط)^۲ + ... + ق ط (۱ - ط)^(ن-۱)

اس مجموعہ کی اجزائے ضربی اختصار میں لکھی جاسکتی ہے -

ز (ن) = (ق (۱ - (۱ - ط)^ن) - واضح رہے کہ ط کی قیمت صفر اور ایک کے درمیان ہے - زکوٰۃ کی شکل ز اور ز (ن) کا مقابلہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلی شکل ز دوسری شکل ز (ن) سے کم ہے - دوسری بات یہ سامنے آتی ہے کہ زکوٰۃ کا تسلسل سال 'ن' کے آخر پر ٹوٹ سکتا ہے - اگر مستقل بچت ق (۱ - ط)^ن عفو کی حد "ع" کو پہنچ جاتی ہے -

محدود مدت کے بجائے اگر 'ن' کی حد لامحدود کردی جائے تو لامحدود مدت کی زکوٰۃ بنتی ہے۔

ز (∞) = ق ـ ع

اگر عفو کی حد صفر ہے تو لامحدود مدت کی زکوٰۃ ہوگی :-

ز (∞) = ق

زکوٰۃ کی لامحدود مدت کی شکل ز (∞) سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اگر کوئی بڑی رقم عرصہ تک جمع رہے اور استعمال میں نہ لائی جائے تو سال کے سال زکوٰۃ پوری رقم کو بتدریج عفو کی حد تک تخفیف کر دے گی یا زکوٰۃ میں وصول کر لے گی - اس بات کی سائنٹیفک تصدیق میں ہم صاحبین کا نظریہ عفو کے بارے میں زیادہ معاون پاتے ہیں - دوسری بات یہ دیکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے قاعدہ پر مجموعی طور پر زکوٰۃ کم حاصل ہوتی ہے -

بحث کا خلاصہ | پچھلی ساری گفتگو سے کچھ اہم نکات اخذ کیے جاسکتے ہیں - ان کی تشریح یہ ہے -

ا ـ ایک اقتصادی نظام جس کا محور زکوٰۃ ہو اُس کے بارے میں یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ وہ پانچ باتوں کا ضامن ہے یعنی زندگی کو سہارا دینے کے لیے کم سے کم زر حد کی نگہبانی اور بنیادی ضروریات کی فراہمی، فلاحی اور بہبودی اُمور میں غیر امتیازی سلوک، غیر مسلم باشندوں اور غیر ملکی زائرین کے جان و مال کی پاسبانی، غیر سودی نظام کی پشت پناہی اور اسلام کے تقدس کی امانت داری -

ب ـ بچت اور پیداوار (زرعی وصنعتی) پر عفو کی حد قائم کرنے کے لیے ایک جامع پالیسی

ممکن ہو سکتی ہے۔ بہت سی پیچیدگیاں دور ہو سکتی ہیں۔ آمدنی یا وسائل کے جزوی عفو انات (اخراجات یا داخلی وسائل) میں عفو کی حد مضمر تصوّر کی جاتی ہے ۔ امام ابوحنیفہؒ حد قائم کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔ حد صفر بھی قرار دی جا سکتی ہے۔ حد بندی کا کوئی خاص اثر مستقل بچت یا مستقل پیداوار پر نہیں ہوتا ہے تو کسی بھی معاشی نظام میں سنگ میل ہے ۔

ت ۔ شہد اور مویشی کی زکوٰۃ خاص توجہ کی مستحق ہے۔ شہد حکومت کی ملک ہے اگر شہد حکومت کے باغات یا جنگلات کی پیداوار ہو۔ بھیڑ بکریوں اور گایوں کی زکوٰۃ میں کم سن جانور اور اونٹ کی زکوٰۃ میں بالخصوص کم سن اونٹنی لینے کی تاکید ہے۔ جنس اور عمر کا تشخص اس بات کی دلالت ہے کہ حکومت ان کی قیمت ناداروں میں براہ راست تقسیم کرنے کے خود ان جانوروں کی افزائش کا سامان کرے۔ اور غربا کے لیے مستقل امداد کا سامان کرے۔ شہد اور دودھ زندگی کو ایک حد تک سہارا دینے والی چیزیں ہیں۔ ملک میں یہ دونوں چیزیں مہیا ہونے کا حکومت یقین دلا سکتی ہے۔ اسی وقت یہ بات ممکن ہے جب کہ ان کی پیداوار اور فراہمی کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہو۔ پیداوار میں اضافے کی ترغیب کا اشارہ زکوٰۃ کے فارمولے میں موجود ہے ۔

ث ــ زکوٰۃ جمع کرنا اور اس کی صحیح تقسیم عمدہ کارکردگی کی متقاضی ہے۔ اس کی بہترین شکل زکوٰۃ بنک ہو سکتا ہے ۔ زکوٰۃ بنک جمع شدہ سرمائے سے کوئی غذائی صنعت قائم کر سکتا ہے۔ بنیادی صنعتوں یا کاروبار کے لیے قرضے دے سکتا ہے تاکہ وہ مقاصد حاصل کیے جا سکیں جن کی توقع حکومت سے کی جا سکتی ہے۔ زکوٰۃ بالواسطہ غیر پیداواری دولت کی کثرت کے رجحان پہ ایک ضرب ہے۔ زکوٰۃ بنک کی قائم کردہ صنعت اور حرفت گداگری کا انسداد کر سکتی ہے ۔ ـــ نفع خوری کی دوڑ میں روک لگا سکتی ہے ۔ بازار میں اشیا کے نرخ اور مال کی قیمت کے اتار اور چڑھاؤ میں توازن قائم رکھنے کا ذریعہ ہے ۔ روزگار کے مواقع اور مال کی افزائش کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

صدقات بنک کا تصوّر زکوٰۃ بنک سے مختلف ہے ، اس کی ذمہ داریاں جدا ہیں ، اس کا دائرہ عمل محدود ہے ۔ اس کا واسطہ خیرات سے ہے ، کاروبار سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

ج ــ غیر مسلموں کے لیے جزیہ بنک الگ کام کر سکتا ہے ۔ زکوٰۃ بنک اور جزیہ بنک کا فروغ

سود سے بیگانگی کی راہ ہموار کرسکتا ہے۔ بغیر سود کے قرضہ دے سکتا ہے اور ایسے اداروں کی حوصلہ شکنی کرسکتا ہے جو سودی قرضہ دیتے ہیں۔ زکوٰۃ بنک مسلم عوام کا بینک ہے۔ یہ عوام اور حکومت دونوں کا اعتماد حاصل کرسکتا ہے اور سودی اداروں کو شکست دے سکتا ہے[1]۔ جدا جدا فرقے اگر چاہیں تو زکوٰۃ بنک کی شاخیں علیحدہ علیحدہ قائم کی جاسکتی ہیں[2]۔

ح — زکوٰۃ بنک کے تصور کا فطری اضافہ بین الاقوامی زکوٰۃ بنک ہے۔ یہ بنک مسلم ممالک کے مصیبت زدہ علاقوں یا غربت زدہ عوام کی دست گیری کرسکتا ہے۔ آج ایک مسلمان ملک کسی حادثہ کا شکار ہوتا ہے تو وہاں امداد ریڈ کراس کے ذریعے پہنچتی ہے۔ عالم اسلام میں یہ کام ہمارے اپنے نظام کے تحت ہونا چاہیے۔ زکوٰۃ بنک امدادی کام کے علاوہ زکوٰۃ اور اقتصادی حالات کے بارے میں مواد جمع کرسکتا ہے۔ وہ عالم اسلام میں زکوٰۃ کے وزن کی مشترک اکائی (گرام یا کلوگرام کی صورت میں) مقرر کرسکتا ہے، نیز محاسبہ کا کوئی خاص طریقہ متعین کرسکتا ہے۔

خ — عفو کا مسئلہ صاحبین کے خیال کے مطابق واقعی مویشی کی زکوٰۃ کے لیے زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ زکوٰۃ بالخصوص اونٹوں سے متعلق نقشے (مندرجہ بالا) کی ترتیب بڑی سائنٹیفک انداز ہے۔ یہ ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے کہ ٹیکسیشن کے موجودہ طریق کا عکس مویشی کی زکوٰۃ نکالنے کے طریقہ میں موجود ہے۔ مویشیوں کے علاوہ دوسرے امور میں اگر عفو کی حد قائم کیے بغیر حساب لگانا ہو تو آسانی ہوتی ہے خواہ حساب محدود عرصے کا ہو یا وسیع مدت کا۔

---

[1] ہمارے نقطۂ نظر سے تو سود کے قطعی امتناع کا قانون اسلامی ریاست میں جاری ہونا چاہیے۔ نہ کوئی فرد سودی کاروبار کرسکے، نہ ادارہ۔ (ن۔ص)

[2] اس فرقہ آرائی کی اقتصادی امور میں کوئی اہمیت نہیں۔ دوسرے ہر موضوع پر بنک الگ کرنے کے بجائے ایک بنک میں مختلف قسم کے کھاتے ہو سکتے ہیں۔ دو بڑے فرقوں میں خمس اور ۲½ فیصد کی شرحوں کا جو اختلاف موجود ہے اسے سامنے رکھ کر کفالتِ عامہ کی ایسی اسکیمیں بنائی جاسکتی ہیں کہ دونوں گروہوں کے مسائل حل ہوں اور دونوں مطمئن ہوں۔